محمد وسیم اختر مفتی

# حضرت ام سلمہ بنت ابوامیہ رضی اللہ عنہا

(۲)

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

حضرت ابوسلمہ سے شادی کرنے کے بعد حضرت ام سلمہ کے ہاں دو بیٹوں اور دو بیٹیوں کی ولادت ہوئی۔ بڑے بیٹے سلمہ حبشہ میں، چھوٹے بیٹے عمر اور دونوں بیٹیاں درہ (رقیہ: ابن ہشام) اور زینب مدینہ ہجرت کرنے کے بعد پیدا ہوئیں۔ ایک روایت کے مطابق عمر کا جنم بھی حبشہ میں ہوا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عقد کے وقت زینب حضرت ام سلمہ کی گود میں دودھ پیتی تھیں اور آپ انھیں دودھ پلاتے دیکھ کر لوٹ جاتے تھے۔ یہ صورت حال دیکھ کر ام سلمہ کے ماں جایے حضرت عمار بن یاسر نے زینب کی دودھ پلائی کا انتظام کیا (مسند احمد، رقم ۲۶۶۶۹)۔ اس روایت کے برعکس جو خود حضرت ام سلمہ سے مروی ہے، ابن ہشام کا کہنا ہے کہ زینب حبشہ میں متولد ہوئیں، ابن سعد نے صراحت کی ہے کہ زینب حبشہ میں پیدا ہوئیں، جبکہ سلمہ، عمر اور درہ کی پیدایش بعد میں ہوئی۔ ان دونوں اصحاب سیر نے مسند احمد کی مذکورہ روایت کے ہم معنی، اپنی راے سے متضاد روایات بھی نقل کی ہیں۔

حضرت ابوسلمہ نے اپنے آخری وقت یہ دعا مانگی: اے اللہ! میرے اہل خانہ میں مجھ سے بہتر قائم مقام لے آ۔ ان کے انتقال کے بعد ان کی بیوہ حضرت ام سلمہ نے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تلقین کے مطابق یہ دعا کی: 'إنا للّٰہ و إنا إلیہ راجعون' (ہم اللہ کے ہیں اور اسی کے پاس لوٹنے والے ہیں)۔ میں اللہ ہی سے اپنا صدمہ برداشت کرنے کا اجر چاہتی ہوں۔ مجھے اس کا ثواب (بدل) عطا کر۔ خود کہتی ہیں: پھر میرے دل میں آیا، میرے لیے ابوسلمہ سے بہتر کون ہوگا؟ ہرگز نہیں، کوئی نہیں ہو سکتا (ابوداؤد، رقم ۳۱۱۹۔ ترمذی، رقم ۳۵۱۱۔ مسند احمد، رقم ۲۶۶۶۹)۔

جب ان کی عدت ختم ہوئی تو حضرت ابوبکر نے پیغام عقد بھیجا، انھوں نے انکار کر دیا، حضرت عمر نے شادی کی درخواست کی تو وہ نہ مانیں۔ آخرکار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حاطب بن ابوبلتعہ (یا حضرت عمر بن خطاب) کے ہاتھ نکاح کا پیغام بھیجا تو ان کی خوشی کا ٹھکانا نہ رہا۔ انھوں نے کہا: مرحبا یا رسول اللہ، مسند احمد کی روایت کے مطابق، جو خود حضرت ام سلمہ سے مروی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنفس نفیس تشریف لے گئے۔ حضرت ام سلمہ اس وقت کھال صاف کر رہی تھیں، انھوں نے ہاتھ دھو کر قرظ کے پتے صاف کیے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اندر بلا کر چمڑے کے گدے پر تشریف رکھنے کو کہا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح کی تجویز دی تو انھوں نے تین عذر پیش کیے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کثیر الازواج ہیں اور میں سوتنوں کو برداشت نہیں کر سکتی، میں عمر رسیدہ اور بال بچوں والی ہوں اور اس وقت میرے پاس میرا کوئی ولی موجود نہیں۔ آپ نے تسلی دیتے ہوئے فرمایا: میں اللہ سے دعا کرتا ہوں، وہ تمھاری رقابت یا غیرت کو ختم کر دے گا۔ میں عمر میں تم سے بھی بڑا ہوں، تمھارے بچے میرے بچے ہوں گے، وہ اللہ و رسول کی کفالت میں ہوں گے۔ تمھارے اولیا میں سے جو موجود ہیں اور جو اس وقت موجود نہیں، سب مجھ سے عقد پر راضی ہوں گے۔ تب حضرت ام سلمہ نے ہاں کر دی اور اپنے بیٹے سلمہ کو والئ نکاح بنا دیا (مسلم، رقم ۲۰۸۲۔ نسائی، رقم ۳۲۵۶۔ مسند احمد، رقم ۱۶۳۴۴)۔ عمر بن ابوسلمہ اس وقت نابالغ تھے۔

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

حضرت ام سلمہ کا آپ سے نکاح شوال ۴ھ کے آخری دنوں میں ہوا، اسی لیے وہ کہا کرتی تھیں: شوال کے مہینے میں نکاح کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ام سلمہ سے فرمایا: میں تمھاری فلاں بہن (یعنی ایک ام المومنین جن کا نام بیان نہیں ہوا) کو دیے گئے مہر سے کم نہ دوں گا۔ چنانچہ ان کو دو چکیاں، دو گھڑے اور ایک کھجور کی چھال بھرا چمڑے کا تکیہ (دوسری روایت: کھجور کی چھال بھرا چمڑے کا ایک گدا، ایک پیالہ، ایک رکابی (یا پرات) اور ہاتھ سے چلانے والی ایک چھوٹی چکی) مہر کے طور پر دیے (موسوعہ مسند احمد، رقم ۲۶۶۶۹)۔ نکاح کے بعد آپ نے حضرت ام سلمہ کو ام المومنین حضرت زینب بنت خزیمہ کے حجرے میں ٹھیرایا جو آپ کے عقد میں آٹھ ماہ رہنے کے بعد وفات پا گئی تھیں۔ آپ نے فرمایا: میں نے شاہ نجاشی کو مشک اور ایک خلعت تحفے کے طور پر بھیجی تھی۔ نجاشی کا انتقال ہو چکا ہے، اس لیے ممکن ہے کہ وہ تحائف واپس آ جائیں۔ اگر ایسا ہوا تو میں تمھارے حوالے کر دوں گا۔ حضرت ام سلمہ کہتی ہیں کہ یہی ہوا۔ تحائف ملے تو آپ نے ہر زوجہ کو ایک ایک اوقیہ (اونس) مشک دی اور بقیہ مشک اور شاہی جوڑا مجھے عطا کر دیا (موسوعہ مسند احمد، رقم ۲۷۲۷۶)۔

چھوٹی بچی زینب بنت ابوسلمہ کی دودھ پلائی کے لیے اس کے ماموں عمار نے قبا میں دائی مقرر کر دی تو آں حضرت

صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ام سلمہ کے ہاں تشریف لائے۔ حضرت ام سلمہ نے چکی کے نیچے غلہ جمع کرنے والا کپڑا بچھایا، زینب بنت خزیمہ کے چھوڑے ہوئے گھڑے میں سے جو کے دانے نکال کر پیسے، جو میں گھی ملا کر پتھر کی ہنڈیا میں آپ کے لیے دلیا پکایا۔ آپ آئے، دلیا نوش فرمایا اور پیار سے پوچھا: زینب کہاں ہے؟ اس وقت حضرت ام سلمہ کی بہن قریبہ بنت ابوامیہ موجود تھیں، انھوں نے بتایا کہ اسے عمار لے گئے ہیں۔ تین دن کے قیام کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم رخصت ہونے لگے تو حضرت ام سلمہ نے آپ کا دامن پکڑ لیا۔ آپ نے فرمایا: اگر تم چاہو تو میں ایک ہفتہ تمھارے پاس گزاروں پھر مجھے ہر بیوی کے پاس سات دن رہنا پڑے گا یا تین تین دن کی باری رکھوں۔ حضرت ام سلمہ نے تین دن کی تجویز سے اتفاق کیا (مسلم، رقم ۳۶۱۲، ۳۶۱۳۔ موسوعہ مسند احمد، رقم ۲۶۶۱۹)۔ حضرت ابوسلمہ کے بڑے بچے عمر، سلمہ اور درہ آپ کی پرورش میں رہے۔ سلمہ کا نکاح آپ نے اپنے چچا حضرت حمزہ کی بیٹی سے کیا۔ حضرت زینب کی شادی حضرت عبداللہ بن زمعہ سے ہوئی۔ اگرچہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضرت ام سلمہ سے نکاح کرنے سے پہلے سیدہ فاطمۃ الزہرہ کی شادی ہو چکی تھی، تاہم ۴ھ میں جب سیدنا علی کی والدہ فاطمہ بنت اسد کا انتقال ہوا تو حضرت ام سلمہ نے ان کی جگہ سیدہ فاطمہ کی دیکھ بھال کی۔

سیدہ عائشہ فرماتی ہیں: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ام سلمہ سے بیاہ کیا تو مجھے شدید غم لاحق ہو گیا۔ مجھے بتایا گیا تھا کہ حضرت ام سلمہ بہت خوب صورت ہیں۔ جب میں نے ان کو دیکھا تو وہ مجھے کہیں زیادہ خوب صورت لگیں۔ میں نے حضرت حفصہ سے ذکر کیا تو انھوں نے میرے خیال کی تصدیق کرنے کے بجائے کہا: ام سلمہ شکل و صورت کی اچھی ہیں، تاہم تمھیں رقابت کی وجہ سے غیر معمولی حسین نظر آتی ہیں۔ تب مجھے سمجھ آیا کہ حفصہ کی بات درست ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بار فرمایا: عائشہ کا میرے ہاں ایک مقام ہے جس پر آج تک کوئی فائز نہیں ہو سکا۔ جب آپ نے حضرت ام سلمہ سے شادی کی تو کسی نے سوال کیا، اس مقام کا کیا بنا؟ تب معلوم ہوا کہ حضرت ام سلمہ اس مقام کو پا چکی ہیں۔ حضرت ام سلمہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آرام کا بہت خیال رکھتی تھیں۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات اس ترتیب سے آپ کے عقد میں آئیں۔ حضرت خدیجہ بنت خویلد، حضرت سودہ بنت زمعہ، حضرت عائشہ بنت ابوبکر، حضرت حفصہ بنت عمر، حضرت زینب بنت خزیمہ، حضرت ام حبیبہ بنت ابوسفیان، حضرت ام سلمہ بنت ابوامیہ، حضرت زینب بنت جحش، حضرت جویریہ بنت حارث، حضرت صفیہ بنت حیی، حضرت میمونہ بنت حارث۔ ابن کثیر کہتے ہیں: یہ ترتیب زہری کی بیان کردہ ترتیب سے بہتر اور اقرب الی الصواب ہے۔

۵ھ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بنومصطلق کے خلاف کارروائی کی، کیونکہ وہ مسلمانوں پر حملہ کرنے کی تیاری کر

رہے تھے۔ مریسیع نامی چشمے کے قریب ہونے والا یہ غزوہ غزوۂ مریسیع کہلاتا ہے۔ روانہ ہونے سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ازواج مطہرات کو ساتھ لے جانے کے لیے قرعہ ڈالا تو سیدہ عائشہ اور سیدہ ام سلمہ کے نام نکلے۔

**۵ھ**: جنگ خندق کے موقع پر یہود بنو قریظہ نے مسلمانوں سے کیا ہوا معاہدہ توڑ کر قریش مکہ کا ساتھ دیا تھا، اس لیے اختتام غزوہ پر جبریل علیہ السلام ان کی سرکوبی کا حکم لے کر آئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلحہ پھر سے زیب تن کیا اور بنو قریظہ کے قلعوں کا محاصرہ کر لیا جو اکیس یا پچیس دن جاری رہا۔ اس عرصے میں اللہ کی طرف سے یہودیوں کے دلوں میں رعب ڈال دیا گیا اور ان کی ہمتیں پست ہو گئیں۔ انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ ہمارے حلیفوں میں سے ابولبابہ (بشیر یا رفاعہ بن عبدالمنذر) کو بھیج دیجیے تاکہ ہم ان سے مشورہ کر لیں۔ آپ کے ارشاد پر ابولبابہ وہاں پہنچے تو بڑے، بچے اور عورتیں ان کے گرد جمع ہو گئے اور بلک بلک کر رونے لگے۔ جب انھوں نے مشورہ لیا کہ کیا ہم اپنے آپ کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے کر دیں؟ انھوں نے کہا: ہاں اور ہاتھ سے گردن کی طرف اشارہ کر کے بتایا کہ ان کا ارادہ تمھیں قتل کرنے کا ہے۔ یہ کہہ کر انھیں فوراً ہی احساس ہوا کہ میں نے یہ راز افشا کر کے اللہ و رسول کے ساتھ خیانت کی ہے۔ وہ چپکے سے لوٹے اور آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے بغیر خود کو مسجد کے ایک ستون سے باندھ لیا اور عہد کیا کہ میں مرتے دم تک یہاں سے نہ ہٹوں گا جب تک اللہ میرا جرم معاف نہ کر دے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پتا چلا تو فرمایا: بہتر تھا کہ وہ میرے پاس آ کر استغفار کرنے کو کہتے۔ چھ دن اسی طرح گزرے، ابولبابہ کی اہلیہ نماز کے وقت آ کر ان کو کھولتیں اور پھر باندھ دیتیں۔ ابولبابہ کی قبولیت توبہ کا حکم نازل ہوا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ام سلمہ کے ہاں تھے۔ انھوں نے سحری کے وقت آپ کے ہنسنے کی آواز سنی تو پوچھا: یا رسول اللہ، کس بات پر ہنس رہے ہیں، اللہ آپ کے دانتوں پر مسکراہٹ برقرار رکھے؟ جواب ارشاد فرمایا: ابولبابہ کی توبہ قبول ہو گئی ہے۔ حضرت ام سلمہ نے اجازت چاہی، یا رسول اللہ، میں یہ خوش خبری انھیں سنا نہ دوں؟ فرمایا: ہاں، اگر تم چاہتی ہو۔ وہ اپنے حجرے کے دروازے پر کھڑے ہو کر پکاریں: ابولبابہ، مبارک ہو، اللہ نے آپ کی توبہ قبول کر لی ہے۔ سحر خیز اہل ایمان انھیں کھولنے کے لیے لپکے تو منع کر دیا کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دست مبارک سے کھولیں گے۔ چنانچہ آپ فجر کی نماز پڑھانے آئے تو ابولبابہ کی رسیاں کھولیں۔

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

**۶ھ**: سفر حدیبیہ میں حضرت ام سلمہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے شریک سفر تھیں۔ صلح حدیبیہ کے روز ان کی ذہانت اور بلند رائے ہونے کا خوب اظہار ہوا۔ معاہدۂ صلح طے ہونے کے بعد صحابہ اتنے دل گرفتہ تھے کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم

نے انھیں حکم دیا کہ اٹھ کر عمرہ کے لیے لائے ہوئے جانور قربان کر لو اور حلق کر والو تو کوئی بھی نہ اٹھا۔ آپ نے تین دفعہ ارشاد فرمایا: تو بھی کوئی نہ ہلا۔ آپ رنجیدہ ہو کر حضرت ام سلمہ کے پاس گئے اور کہا: ام سلمہ، لوگوں کو کیا ہو گیا ہے؟ حضرت ام سلمہ نے کہا: یارسول اللہ، آپ نے دیکھ لیا ہے کہ وہ صدمے میں ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی سے بات کیے بغیر اپنی قربانی کر ڈالیں اور حجام کو بلا کر حلق کروا لیں۔ آپ باہر گئے اور ایسا ہی کیا۔ صحابہ نے آپ کو نحر و حلق کرتے دیکھا تو لپکے اور اپنی قربانیاں ذبح کیں اور ایک دوسرے کا سر مونڈنے لگے۔ اگرچہ شدت غم کی وجہ سے ان کے لیے بال اتارنا مشکل ہو رہا تھا (بخاری، رقم ۲۷۳۲۔ مسند احمد، رقم ۱۸۹۱۰)۔ مسلمانوں پر صلح حدیبیہ کا 'فَتْحًا مُّبِيْنًا'[1] ہونا بعد میں واضح ہوا۔ اس صلح کے بعد امن ہو جانے کی وجہ سے لوگوں نے بلا خوف وخطر اسلام قبول کیا۔ یہی وجہ ہے کہ فتح مکہ سے قبل کے دو سال کے عرصے میں مسلمانوں کا شمار دوگنا سے بھی زیادہ ہو گیا۔

صلح حدیبیہ کے بعد کٹے مشرک عقبہ بن ابومعیط کی بیٹی ام کلثوم نے مسلمان ہو کر مدینہ ہجرت کی۔ وہ حضرت ام سلمہ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور خدشہ ظاہر کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم معاہدے کی رو سے انھیں بھی مکہ لوٹا دیں گے جس طرح ابوجندل اور ابوبصیر کو واپس فرمایا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو فرمایا: اللہ نے عورتوں کے ضمن میں چھوٹ دے دی ہے۔ جب حضرت ام کلثوم کے بھائی ولید اور عمارہ لینے آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں واپس نہ بھیجا۔

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

۷ھ: آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ خیبر کے لیے روانہ ہوئے تو بھی حضرت ام سلمہ کو ساتھ چلنے کا حکم دیا۔ فرماتی ہیں: میں نے مرحب کی زرہ پر تلوار کے وار پڑنے کی آواز سنی۔ مال غنیمت تقسیم ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ام سلمہ کو اسّی وسق (اسّی لدے ہوئے اونٹ) کھجوریں اور بیس وسق گندم (یا جو) عنایت کی۔ یہودیوں کے سردار حیی بن اخطب کی بیٹی صفیہ (اصلی نام: زینب) جنگی قیدیوں میں شامل تھیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں دحیہ کلبی کے سپرد کیا۔ ایک صحابی نے عرض کیا کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لائق ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سات قیدیوں کے بدلے میں خرید کر انھیں آزاد کر دیا۔ صفیہ بن حیی نے اسلام قبول کیا، اپنی عدت پوری ہونے تک وہ حضرت ام سلمہ (دوسری روایت: حضرت انس کی والدہ حضرت ام سلیم) کے پاس رہیں، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجیت میں آ گئیں۔

۷ھ میں حضرت ام سلمہ کے چچا زاد ولید بن مغیرہ کی وفات ہوئی تو حضرت ام سلمہ نے ان کا مرثیہ کہا۔ رسول اللہ

---

[1] الفتح ۴۸: ۱۔

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایسے اشعار نہ کہو، بلکہ کہو: 'وَجَآءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ'[۲] ''اور موت کی غشی حق لے کر آن پہنچی''۔

۸ھ: غزوۂ موتہ میں آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقرر کردہ تینوں امیر حضرت زید بن حارثہ، حضرت جعفر بن ابوطالب اور حضرت عبداللہ بن رواحہ جاں فشانی سے لڑتے ہوئے اسی ترتیب سے شہید ہو گئے تو حضرت خالد بن ولید نے علم تھام لیا۔ ایک دن مزید جنگ کرنے کے بعد وہ لشکر کو بحفاظت مدینہ واپس لے آئے۔ اسلامی فوج مدینہ پہنچی تو کچھ لوگوں نے اس پر دھول اڑائی اور میدان جنگ سے فرار ہونے کا طعنہ دیا۔ فوجیوں میں سے کچھ دل برداشتہ ہو کر گھروں میں بیٹھ گئے، حتیٰ کہ ام المومنین حضرت ام سلمہ نے حضرت سلمہ بن ہشام کی بیوی سے پوچھا: کیا بات ہے، سلمہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اہل ایمان کے ساتھ نمازوں میں حاضر کیوں نہیں ہوتے؟ انھوں نے جواب دیا: ان کے لیے گھر سے نکلنا ناممکن ہو گیا ہے۔ لوگ انھیں دیکھتے ہی بھگوڑا ہونے کا طعنہ دیتے ہیں۔ تب آپ نے فرمایا، یہ لوگ میدان جنگ سے بھاگ کر نہیں آئے۔ ان شاء اللہ بار دگر حملہ آور ہوں گے۔

۸ھ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ فتح کے لیے مدینہ سے روانہ ہوئے تو ام المومنین حضرت ام سلمہ اور ام المومنین حضرت میمونہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم رکاب تھیں۔ مکہ و مدینہ کے مابین، جحفہ کے قریب واقع نیق عقاب کے مقام پر آپ کا اپنے چچا زاد ابوسفیان بن حارث بن عبدالمطلب اور حضرت ام سلمہ کے بھائی عبداللہ بن ابوامیہ سے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی عاتکہ بنت عبدالمطلب کے بیٹے تھے، سامنا ہوا۔ دونوں نے آپ سے ملاقات کی خواہش کی، اس موقع پر ام المومنین حضرت ام سلمہ نے بھی سفارش کی: یا رسول اللہ، یہ آپ کے چچیرے، پھپھیرے اور سسرال والے ہیں۔ فرمایا: مجھے ان دونوں کی چنداں حاجت نہیں۔ جو میرا چچا زاد ہے، اس نے میری عزت کو پامال کیا اور جو پھوپھی زاد اور سسرالی ہے، اس نے مکہ میں میرے بارے میں کیا کچھ نہیں کہا۔ ابوسفیان نے کہا: میں اپنے اس چھوٹے بچے جعفر کو لے کر صحرا میں نکل جاؤں گا چاہے بھوک پیاس سے مر جاؤں۔ تب آپ کو ترس آ گیا اور انھیں اپنے پاس آنے کی اجازت دے دی۔ یہ دونوں مسلمان ہو گئے۔

فتح مکہ کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرکوں کے لیے عام معافی کا اعلان فرمایا، تاہم گیارہ مردوں اور چار عورتوں کا استثنا کر کے ان کے قتل کا حکم صادر کیا۔ حضرت ام سلمہ کے بھائی زہیر بن ابوامیہ مخزومی بھی ان میں شامل تھے، کیونکہ انھوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں بہت گستاخیاں کر رکھی تھیں۔ زہیر اپنے ساتھی حارث

---

۲؎ ق ۵۰: ۱۹۔



www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

بن ہشام کے ساتھ مل کر سیدنا علی کی ہمشیر حضرت ام ہانی بنت ابوطالب کے گھر چھپ گئے اور ان کی پناہ لے لی۔ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے کر آئیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے معافی عطا کی۔

**۸ھ:** نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے طائف کا محاصرہ کیا جو بیس سے زیادہ دن جاری رہا۔ ام المومنین حضرت ام سلمہ اور ام المومنین حضرت زینب بنت جحش آپ کے ہم راہ تھیں۔ دونوں کے لیے الگ الگ خیمے لگائے گئے۔ آپ نے دونوں خیموں کے درمیان نماز ادا فرمائی۔ بعد میں بنو ثقیف کے حضرت ابوامیہ بن عمرو نے اسی جگہ مسجد تعمیر کر دی۔ حضرت ام سلمہ کے بھائی حضرت عبداللہ بن ابوامیہ جو فتح مکہ سے کچھ دن پہلے ایمان لائے تھے، اسی محاصرے کے دوران میں تیر لگنے سے شہید ہوئے۔

۸ھ میں آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی حضرت زینب کی وفات ہوئی تو حضرت ام ایمن، حضرت سودہ اور حضرت ام سلمہ نے ان کو غسل دیا۔

کسی سفر میں آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم راہ ام المومنین حضرت صفیہ بنت حیی اور حضرت ام سلمہ تھیں۔ قیام کا وقت آیا تو آپ حضرت ام سلمہ کا ہودہ سمجھ کر حضرت صفیہ کی عماری کی طرف بڑھے اور بات چیت کرنے لگے۔ اس روز حضرت ام سلمہ کی باری تھی، وہ طیش میں آگئیں اور کہا: آپ رسول اللہ ہو کر میری باری کے دن یہودی کی بیٹی سے باتیں کر رہے ہیں؟ پھر انھیں ندامت ہوئی اور استغفار کرنے لگیں۔ آپ سے درخواست کی: یا رسول اللہ! جلاپے کی وجہ سے میں نے ایسا کہہ دیا، آپ بھی میرے لیے مغفرت کی دعا فرمائیں۔

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

قبول اسلام کے بعد حضرت عکرمہ بن ابوجہل مدینہ آئے تو لوگ پکارنے لگے: ابوجہل کا بیٹا آیا، ابوجہل کا بیٹا آیا۔ وہ پناہ لینے کے لیے اپنی پھوپھی حضرت ام سلمہ کے پاس آئے اور بتایا کہ وہ جہاں جاتے ہیں، لوگ آوازے کستے ہیں۔ اسی اثنا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگوں کو کیا ہو گیا ہے؟ مردوں کو گالی دے کر زندوں کو ایذا پہنچاتے ہیں۔ گزرے ہوئے کو گالی دینے سے اس کو تو کوئی تکلیف نہیں ہوتی، البتہ جیتے ہوئے کو آزار پہنچتا ہے۔

**۹ھ:** ام سلمہ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفد عبدالقیس سے ملاقات کے لیے ظہر کے بعد کی دو رکعتیں موخر کر دیں اور انھیں عصر کے بعد ادا فرمایا (بخاری، رقم ۱۲۳۳)۔ دوسری روایت حضرت ام سلمہ ہی سے یوں مروی ہے: ظہر کے فوراً بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ مال آیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسے تقسیم کرنے میں مشغول ہو گئے۔ اسی اثنا میں عصر کی اذان ہو گئی۔ عصر پڑھانے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر آئے اور رہ

جانے والی دو رکعتیں ادا فرمائیں (موسوعہ مسند احمد، رقم ۲۶۵۶۰)۔ حضرت عائشہ نے ان رکعتوں کو معمول بنا لیا تو حضرت عبداللہ بن عباس، حضرت عبدالرحمٰن بن ازہر اور حضرت مسور بن مخرمہ نے اعتراض کیا۔ انھوں نے معترضین کو حضرت ام سلمہ کے پاس بھیج دیا۔ حضرت ام سلمہ نے بتایا کہ آپ نے وضاحت فرمائی تھی کہ یہ ظہر کی رہ جانے والی رکعتیں تھیں (بخاری، رقم ۴۳۷۰۔ مسلم، رقم ۱۸۸۵۔ ابوداؤد، رقم ۱۲۷۳)۔

**۹ھ:** غزوۂ تبوک میں حضرت کعب بن مالک، حضرت ضرارہ بن ربیع اور حضرت ہلال بن امیہ تین مخلص صحابہ تھے جو محض کسل مندی کی وجہ سے تبوک نہ پہنچ سکے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے بائیکاٹ کا حکم ارشاد کیا جو پچاس دن جاری رہا۔ اس دوران میں یہ توبہ واستغفار کرتے رہے۔ پچاسویں رات کا تہائی حصہ رہتا تھا جب ان کی توبہ قبول ہونے کا حکم نازل ہوا۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ام سلمہ کے ہاں تھے۔ ام سلمہ نے پوچھا: میں انھیں مبارک باد نہ کہلا بھیجوں؟ آپ نے فرمایا: لوگوں کا ہجوم ہو جائے گا اور تم رات بھر سو نہ سکو گی۔ چنانچہ آپ نے فجر کے وقت ان اصحاب کا بائیکاٹ ختم کرنے کا اعلان کیا (بخاری، رقم ۴۶۷۷۔ موسوعہ مسند احمد، رقم ۲۷۱۷۵)۔ حضرت ام سلمہ کے سگے بھائی حضرت مہاجر بن ابوامیہ غزوۂ تبوک میں شریک نہ ہو سکے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سخت ناراض ہوئے۔ حضرت ام سلمہ نے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سر دھو رہی تھیں، کہا: میری کیا زندگی ہو گی جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم میرے بھائی پر غصہ کریں گے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ذرا نرم ہوئے تو انھوں نے خادمہ کو اشارہ کیا کہ بھائی کو بلا لائے۔ حضرت مہاجر نے خود بھی معافی مانگی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم راضی ہوئے۔ بعد میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں کندہ کا عامل مقرر فرمایا۔

[باقی]

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com